جنگ کے دوران غیر مقاتلین پر حملے کی ممانعت

مفتی رفیق احمد بالاکوٹی

اسلامی قانون کی روشنی میں (پہلی قسط)

۲۶، ۲۷ رنومبر ۲۰۱۳ء کو ''ICRC'' کے تحت بیسٹ ویسٹرن ہوٹل اسلام آباد میں دو روزہ ورکشاپ ہوئی، جس کا عنوان تھا: ''مسلح تصادم اور اندرونی خلفشار میں طبی خدمات وسہولیات کا تحفظ'' اس بڑے عنوان کو کئی ذیلی عناوین میں تقسیم کرکے ملک کے مختلف اہل علم وارباب دانش کو اظہار خیال کی دعوت دی گئی تھی۔

جامعہ کی طرف سے اس مجلس میں نمائندگی' راقم الحروف (رفیق احمد) کے حصہ میں آئی۔ ذیلی عناوین میں ''دورانِ جنگ غیر مقاتلین کا تحفظ'' کے موضوع پر راقم کو تحریری شکل میں اظہار خیال کا موقع ملا۔ مجلس کے نظم کے تحت مختصر وقت میں اپنے تفصیلی مقالے کا خلاصہ پیش کیا گیا۔ اتفاق سے یہ نشست مجوزہ ورکشاپ کی پہلی نشست تھی، جس کی صدارت جامعہ دار العلوم کراچی کے صدر حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب زید مجدہم فرمارہے تھے۔ حضرت نے اپنے صدارتی خطاب میں راقم کی گفتگو اور تجاویز کو سراہتے ہوئے پرزور تائید فرمائی اور راقم کی تجاویز کے حوالے سے بعض شرکاء مجلس کی وضاحتوں کو ''عذرِ گناہ......'' قرار دیتے ہوئے ادارے (ICRC) کو مشورہ دیا کہ یہ ادارہ اپنی کارکردگی پر تنقیدی جائزہ کا اہتمام کرے۔

اسی نشست میں اجتہادی مزاج کے ایک نوخیز مجتہد بے نوا' نے فقہاء سلف کی علمی بے بضاعتی اور فقہی وفکری اضطرابِ شدید کا مژدہ انوکھے انداز میں سنانے کی کوشش بھی فرمائی، جس پر صدرِ مجلس، حضرت مفتی صاحب مدظلہم نے مناسب انداز میں تنبیہ بھی فرمائی، جس کا حاصل میرے ضبط کے مطابق یہ تھا کہ اجتہادی وفقہی مباحث میں خاص نوعیت کے مسائل کو خالص علمی وفقہی مجلس کے اہل لوگوں کیلیے چھوڑ دینا چاہیے، اس طرح کی مجالس کا یہ موضوع نہیں ہے۔ ہر صاحب گفتار کو موقع ومحل اور اہلیت وصلاحیت کے تقاضے ملحوظ رکھنے چاہئیں۔ اس تمہید کے بعد موضوع پر تفصیلی مقالہ اور اس کا خلاصہ نذرِ قارئین کیا جاتا ہے۔

تحسین وتبریک

اس پروگرام کے انعقاد، اہل علم کے اجتماع اور گفت وشنید کے اس اہتمام پر ''ICRC'' تحسین وتبریک کی مستحق ہے۔

اسلام میں جنگ کا مقصد:

اسلام میں جنگ کا مقصد اعلاء کلمۃ اللہ ہے۔ قرآن کریم میں جہاد وقتال کو ''في سبيل الله''

کی صفت وقید کے بغیر ذکر نہیں فرمایا گیا ہے۔

اس مجلس کا مقصد

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''دنیا کا بہترین نظام وہ ہے جس میں جنگ وقتال کا تصور تو موجود ہو، لیکن شریعت واخلاق کی حدود میں محدود اور قیود میں مقید ہو''۔ یہ فکر اس مجلس کے انعقادی تصور کی رہنمائی بھی کرتی ہے۔

غیر مقاتلین کے تحفظ کے شرعی مأخذ

دورانِ جنگ غیر مقاتلین کا تحفظ ذخیرۂ احادیث اور کتب فقہ وفتاویٰ میں مستقل کتاب اور ابواب کے تحت سیر، جہاد، قتال، مغازی کے زیر عنوان احادیث میں موجود ہے، جس کے چند حوالے تفصیلی مقالے میں درج ہیں۔ اسی طرح مذاہب اربعہ (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) کی معتمد و مستند کتابوں کے حوالہ جات کے ذریعہ اس موضوع کو واضح کیا گیا ہے۔ غیر مسلم یا حریف طبقوں سے متعلق جامع اور مفصل احکام فقہ حنفی میں مذکور ہیں۔ بین الاقوامی قانون یا تعلقات عامہ یا بین الملی قانون پر پہلی مستقل ومنضبط کتاب میرے علم کے مطابق ''كتاب السير لأبي حنيفةؒ'' ہے، گوکہ وہ مستقل حیثیت میں ہم تک نہ پہنچ سکی۔ البتہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے سیر صغیر، کبیر، پھر وسیط لکھ کر اس کو عام کیا، جسے ہارون الرشید نے اپنے دور کے عظیم کارناموں میں شمار کیا۔

غیر مقاتلین کا تحفظ

جو افراد اور طبقات عملاً جنگ سے لاتعلق ہوں، ذکر کردہ حوالہ جات کی روشنی میں اُنہیں تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۱:...... جو ضعیف وکمزور ہوں مثلاً: عورتیں، بوڑھے، بچے، بیمار اور زخمی وغیرہ۔

۲:...... جو اپنے کام کاج میں مصروف ہوں مثلاً: پیشہ ور لوگ، گوشہ نشین مذہبی طبقہ۔ طبی امدادی کارکن اس دوسری شق میں شامل ہیں۔

۳:...... جنگجو ہونے کے باوجود کسی کی امان میں آجانے والے یا جنگ سے دست کش ہو جانے والے، خواہ سرنڈر ہو جائیں یا قیدی بن جائیں۔

شاہ ولی اللہؒ، علامہ شامیؒ، عالمگیریؒ، زرقانیؒ، ابن رشدؒ، غزالیؒ، ابوالخیرؒ، ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ اسلامی مفکرین وفقہاء کے اقوال سے یہی تفصیل مترشح ہوتی ہے۔

تجاویز ومشورے

۱:...... فی زمانہ دنیا میں مسلط شدہ جنگ کا مرکزی کردار غیر مسلم قوتیں ہیں، ان کا مذہب،

اس موضوع پر کیا کہتا ہے؟ اس کی ترتیب بنائی جائے، مسلمان جنگجوؤں کے مقابلے میں اُنہیں آدابِ قتال سمجھانے کی زیادہ ضرورت ہے۔

۲:...... ''الصلیب الأحمر'' کے بجائے ''الہلال الأحمر'' کی طرح ہمارے ہاں ''الہلال الأخضر'' کے عنوان کے تحت کام کیا جائے۔ سبز رنگ ہمارے ہاں محترم سمجھا جاتا ہے۔ گنبد خضراء، سبز ہلالی پرچم مسلمان قوم کے ہاں انتہائی محترم ہیں، بایں معنی سبز رنگ امن کی علامت اور تحفظ کی ضمانت بھی ہے۔

۳:...... ''ICRC'' اپنے کردار کو غیر جانبدار بنانے کی بھرپور کوشش کرے، اپنے لوگوں پر نظر رکھے کہ وہ جنگ کے کسی ایک فریق کو فائدہ اور دوسرے کو جنگ سے روکنے کا کام یا جاسوسی وغیرہ کا کام نہ کریں، تاکہ ایسے لوگوں کی وجہ سے ادارے کی عمدہ کارکردگی پراگندہ نہ ہو۔ والسلام

جنگ کے دوران غیر مقاتلین پر حملے کی ممانعت

اسلامی قانون کی روشنی میں

اسلام میں قتال کی حقیقت اور مقصد

اسلام امن وسلامتی کا دین ہے، جو اپنے پیروکاروں کو زندگی کی ہر راہ میں امن وآشتی کا درس دیتا ہے، شریعتِ مطہرہ کے مطابق اللہ کی راہ میں جنگ وجدال کی غرضِ اصلی اور مقصدِ حقیقی' انسانیت کی فلاح وبہبود پر مشتمل اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی اور اس راستے میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنا ہے، یا اسلام واہلِ اسلام پر مسلط کردہ جنگ سے ضعفا کو بچانا اور ان کا دفاع کرنا ہے، محض خون بہانا قطعاً غرض نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اصول اور فتاویٰ کی کتب میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ قتال یا جہاد کی خوبصورتی اور عمدگی محض اس بنا پر ہے کہ اس کی وجہ سے دین اسلام کی سربلندی ہوتی ہے، ورنہ تو قتال وجہاد میں خون بہانے کی نوبت آتی ہے، جو کہ اپنے ظاہر کے اعتبار سے اچھا معلوم نہیں ہوتا، یہی معنی ہے اس جملہ کا کہ جہاد حسن لغیرہ ہے۔ صفوۃ التفاسیر میں ہے:

''قرآن کریم میں لفظِ قتال یا جہاد ہمیشہ ''سبیل اللّٰہ'' کے لفظ کے ساتھ ملا ہوا آیا ہے، جس میں اس بات کی واضح دلیل ہے کہ قتال کا مقصد نہایت معزز اور عمدہ ہے اور وہ مقصد اعلاء کلمۃ اللہ ہے۔ سلطنت حاصل کرنا، غنیمت پانا، کسی پر غلبہ حاصل کرنا یا اس کے علاوہ کوئی کم تر مقصد نہیں۔'' (۱)

تقویم الادلۃ میں ہے:

''جنگ وجدال میں (بظاہر) فساد مچانا ہے، لیکن اس حکم میں عمدگی اور خوبصورتی صرف اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو، اس کے دشمن ذلیل ہوں اور ان کی لڑائی کو روکا جائے''۔ (۲)

فتاویٰ شامی میں ہے:

’’جہاد تو صرف ایمان اور نماز قائم کرنے کے لیے ہوتا ہے، لہٰذا یہ حسن لغیرہ ہوا‘‘۔ (۳)

اسلام اور میدانِ جنگ میں اخلاقی اقدار

تاریخِ انسانی اس بات کی شاہد ہے کہ جنگ کا میدان ایک ایسی جگہ ہے جہاں اخلاقی اقدار کو پامال کیا جاتا رہا، وہاں ہر فریق کی نظر دوسرے کو نقصان پہنچانے پر لگی رہتی ہے، اس بات کا کسی کو لحاظ نہیں ہوتا کہ نقصان کس طریقے سے پہنچایا جارہا ہے، لیکن اسلام نے اس نازک مرحلہ میں بھی اپنے پیروکاروں کے لیے ایک ضابطۂ اخلاق مرتب کرکے انہیں ان احکام پر عمل کرنے کا پابند بنایا ہے، تاکہ یہ لڑائی اور جنگ وجدال اپنے جنگی جذبات کی تسکین اور نفسانی خواہش کی تکمیل نہ ہو، بلکہ حکمِ الٰہی کی پیروی اور اتباع کا مکمل نمونہ ہو۔ اسلام کے ان جنگی اور فوجداری قوانین کا مطالعہ کرنے والا شخص اسلام کی انسان دوستی اور ہمدردی سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بڑی اصولی اور اہم بات ارشاد فرمائی ہے، آپؒ نے فرمایا کہ دنیا کا بہترین اور قابلِ عمل نظام وہ ہے کہ جس میں جنگ اور جہاد کا تصور تو موجود ہو، لیکن اُسے قانون وشریعت کی حدود سے محدود اور اخلاق وکردار کی قیود سے مقید کردیا گیا ہو، لہٰذا اگر کسی قانون اور شریعت کے نظام میں جنگ وجہاد کا کوئی واضح اور متوازن تصور نہیں ہے اور اگر ہے تو وہ قابلِ عمل نہیں ہے یا اس پر اخلاقی ضابطے نافذ نہیں ہیں تو ایسا نظام ناقابلِ عمل ہے اور کسی انسانی معاشرے کی حقیقی ضروریات کی تکمیل نہیں کرسکتا۔ ایسا نظام جس میں جنگیں کی جائیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ بنیادی انسانی تصورات کی خلاف ورزی بھی کی جائے، تو ایسا نظام کس طرح قابلِ عمل ہوسکتا ہے؟ لیکن جب اسلام کا مطالعہ کیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ وہ ایک ایسے نظریے کا علم بردار ہے جو زندگی کے مختلف گوشوں کے لیے ایک واضح اصلاحی اور فلاحی پروگرام رکھتا ہے۔ اس اصلاحی پروگرام کی کامیابی کے لیے اسلام صرف تبلیغ وتلقین پر ہی اکتفا نہیں کرتا، بلکہ وہ اس کے نفاذ کے لیے مثبت اور فعال انداز میں بھرپور کوشش کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اجراء اور اصلاحِ احوال کے لیے ایک فعال سیاسی اور عسکری قوت کی ضرورت ہے جو اسلامی ریاست فراہم کرتی ہے، لیکن اس قوت کی موجودگی کے باوجود ایسی صورت حال پیش آسکتی ہے کہ اندرونی یا بیرونی مخالف طاقتیں اس نظام کو ناکام بنانے یا سرے سے درہم برہم کرنے کی کوشش کریں، یا کسی اندرونی افراتفری کے نتیجے میں اس کو تباہ وبرباد کرنے کی کوشش کی جائے، ایسی صورت حال میں ریاست جو دراصل قوتِ نافذہ ہے اور اسلام کے پیغام اور نظریے کی نشر واشاعت اس کی ذمہ داری ہے، اس کا کام یہ ہے کہ ان کوششوں کو ناکام بنائے، اندرونی اور بیرونی مخالف طاقتوں کو روکے اور افراتفری اور فتنے کو مٹائے۔ ریاست کا مقصد ہی یہ ہے کہ وہ اس پیغام کا تحفظ کرے جس کی بنیاد پر وہ وجود میں آئی اور جو گویا اس کا مقصدِ وجود (Reason d'etre) ہے اور

بیرونی حملہ آوروں یا اندرونی افراتفری پھیلانے والوں کا سد باب کرے۔اس سلسلے میں کیے جانے والے اقدامات کو اسلام نے جہاد کا جامع اور منفرد عنوان عطا کیا ہے،جس کے بنیادی احکام قرآن مجید نے اور تفصیلات سنت رسول (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) نے بیان کردی ہیں۔(۴)

شریعتِ مطہرہ میں آدابِ قتال کے شرعی مآخذ

اسلامی قانون کا ایک اہم اور بنیادی شعبہ بین الاقوامی قانون Muslim International Law یا International Law Of Islam ہے، جس میں دیگر اقوام کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات کو منظم اور مربوط کرنے کے متعلق بحث کی جاتی ہے۔فقہاء کی اصطلاح میں یہ شعبہ ''سیر'' کہلاتا ہے۔سیر، سیرت کی جمع ہے، جس کے لفظی معنی طرزِ عمل اور رویہ کے ہیں۔اصطلاح میں ''سیر'' سے مراد مسلمانوں کا وہ طرزِ عمل ہے جو وہ غیر مسلمانوں کے ساتھ اپناتے ہیں، چاہے وہ غیر مسلم مسلمانوں کے ملک میں رہتے ہوں یا ان کے ملک سے باہر۔

دنیا کے لوگوں کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات کی تین نوعیتیں ہوسکتی ہیں: مسلمان یا تو ان میں سے کسی کے خلاف برسرِ جنگ ہوں گے یا حالتِ امن اور دوستی میں ہوں گے یا غیر جانبدار ہوں گے۔علمِ سیر میں ان تینوں قسم کے روابط اور تعلقات کے احکام بیان کیے گئے ہیں۔قرآن پاک میں اس کے متعلق بنیادی ہدایات موجود ہیں، ان ہدایات کا ایک بڑا حصہ سورۃ الانفال اور سورۃ التوبۃ میں موجود ہے، کچھ احکام سورۃ البقرۃ اور سورۂ محمد میں ہیں، اس کے علاوہ بقیہ سورتوں میں بھی متفرق احکام آئے ہیں۔احادیث مبارکہ میں ان احکام کو مزید تفصیل اور وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔پھر فقہاء اسلام نے اُسے ایک منفرد اور الگ شعبۂ علم کے طور پر مرتب کیا، انہوں نے ہی بین الاقوامی قانون کو قانون کے ایک الگ شعبہ کی طرح پہلی مرتبہ متعارف کرایا، ورنہ اس سے پہلے دنیا اس بات سے واقف نہیں تھی کہ قانون کے دو حصے ہونے چاہئیں: ایک ملکی قانون (Muncipal Law) اور دوسرا بین الاقوامی قانون (International Law)۔

بین الاقوامی قوانین میں سب سے پہلے مستقل بالذات کتاب' امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''كتاب سير أبي حنيفة'' ہے، لیکن یہ کتاب ہم تک نہ پہنچ سکی۔اس موضوع پر جو قدیم ترین کتب ہم تک پہنچی ہیں، وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کی ''السیر'' کے نام سے تین کتابیں ہیں۔پہلے انہوں نے ''كتاب السير الصغير''لکھی، یہ ایک مختصر کتاب ہے جو غالباً طالب علموں کے لیے لکھی گئی تھی، اس کا فرانسیسی، ترکی اور انگریزی میں ترجمہ ہوچکا ہے۔اس کے بعد امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''كتاب السير الكبير''لکھی جو بہت ضخیم اور عمدہ کتاب تھی، ہارون رشید نے اُسے اپنے دورِ حکومت کے کارہائے نمایاں میں شمار کیا۔اس کتاب کی ضخامت کو دیکھ کر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو خیال آیا کہ ایک درمیانہ ضخامت کی کتاب بھی ہو، لہٰذا انہوں نے ''كتاب السير الوسيط''لکھی۔ان مستقل کتابوں کے

علاوہ فقہ اور فتاویٰ کی تمام کتب میں ''کتاب الجہاد'' یا ''کتاب السیر'' کے عنوان کے تحت ان قوانین اور آداب کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے، جس سے حق کا طالب حالتِ جنگ اور حالتِ امن میں بین الممالک تعلقات کے متعلق اسلامی احکامات کا اندازہ لگا سکتا ہے۔ (۵)

غیر مقاتلین پر حملہ کی ممانعت - ایک اہم اسلامی حکم

اُنہی آداب واحکام میں سے ایک اہم اور بنیادی حکم یہ ہے کہ دشمن ملک سے جنگ کی نوبت آنے کی صورت میں برسرِ پیکار دشمنوں کے علاوہ، غیر مقاتلین پر حملہ نہ کیا جائے، لہٰذا عورتیں، معذورین، بچے، بوڑھے، سرنڈر ہونے والے، مذہبی گوشہ نشین لوگ اور جس شخص کو مسلمانوں کے امیر یا کسی عام ادنیٰ مسلمان نے امن دے دیا ہو، یہ سب لوگ جب تک مسلمانوں کے خلاف جنگ میں شرکت نہ کریں اس وقت تک مسلمان جنگجوؤں کی طرف سے امن کے حق دار ہیں، کیوں کہ یہ لوگ مسلمانوں کی راہ میں حائل نہیں، البتہ اگر ان میں سے کوئی شخص مسلمانوں کے خلاف نقصان دہ ثابت ہوسکتا ہوتو ایسی صورت میں وہ بھی دیگر مقاتلین کی طرح امن کا مستحق نہیں ہوگا۔

بنا بریں مسلح تصادم یا کسی اندوہناک صورتِ حال میں طبی خدمات اور سہولیات فراہم کرنے والوں کو بھی اسلام نے یہ تحفظ فراہم کیا ہے کہ ان کو اس لڑائی میں نہ گھسیٹا جائے، بلکہ اُنہیں اس سے دور رکھا جائے، اُنہیں امن اور تحفظ فراہم کیا جائے، کیوں کہ وہ بھی حقیقتاً وعملاً غیر مقاتلین میں شامل ہیں۔ نہ تو اسلام کا فلسفۂ قتال ان سے تعرض کی اجازت دیتا ہے اور نہ ہی اُنہیں قتال کی زد میں لانے والی شرعی علت پائی جارہی ہے، اس لیے اسلام کی رو سے غیر جانبدار طبی امدادی عملے کو دورانِ جنگ غیر مقاتلین والا تحفظ حاصل رہے گا۔

ذیل میں اس حکم اسلامی کے متعلق چند احادیث مبارکہ اور مذاہبِ اربعہ کی فقہی نصوص پیش کی جاتی ہیں:

دورانِ جنگ غیر مقاتلین کا تحفظ اور نصوصِ شرعیہ

احادیث مبارکہ

عورتوں کو قتل نہ کرنے کی ہدایات

عورتوں کو دورانِ جنگ تحفظ فراہم کرنے کے متعلق روایت ہے:

''حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا ہے۔'' (۶)

دوسری روایت میں ہے:

''رباح بن ربیعؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ لوگ کسی چیز کے گرد جمع ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی بھیجا اور اس سے کہا کہ دیکھو کہ یہ لوگ کس چیز کے گرد جمع ہیں؟ وہ شخص واپس آیا اور خبر دی کہ ایک مقتولہ عورت کے گرد (لوگ جمع ہیں)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تو لڑ نہیں سکتی تھی (پھر کیوں قتل کیا اُسے؟) لشکر کے ہراول دستے پر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی بھیجا جس نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کسی عورت اور مزدور کو قتل نہ کرو۔''(۷)

نیل الاوطار میں ہے:

''کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے بیٹے اپنے چچا سے نقل کرتے ہیں کہ جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں ابن ابی حقیق کے خلاف لشکر بھیجا تو عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی لشکر بھیجتے تھے تو کہتے کہ اللہ تعالیٰ کے نام سے نکلو، تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں ان لوگوں سے لڑو گے جنہوں نے اللہ کا انکار کیا، دھوکہ مت دینا، مالِ غنیمت میں چوری نہ کرنا، مثلہ نہ کرنا اور بچوں اور گرجا والوں کو قتل نہ کرنا۔

ابن بطالؒ نے نقل کیا ہے کہ تمام علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کا ارادہ کرنا منع ہے۔ عورتوں کو ان کے ضعف کی وجہ سے، جب کہ بچوں کو کافروں کے فعل سے بری ہونے کی وجہ سے۔ ماتن کا قول: ''**لاتقتلوا شیخًا فانیًا**'' اس کا ظاہری معنی یہ ہے کہ مشرکین کے بوڑھوں کو قتل کرنا جائز نہیں، لیکن اس کے معارض یہ حدیث ہے ''**اقتلوا شیوخ المشرکین**'' جسے ہم ذکر کر چکے ہیں۔ دونوں حدیثوں میں تطبیق یہ ہے کہ پہلی حدیث میں اس بوڑھے کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے جو موت کے قریب ہو، جس سے کفار کو کوئی نفع اور مسلمانوں کو کوئی نقصان نہیں، اور اس وصف کی تصریح ''**شیخًا فانیًا**'' بھی روایات میں آئی ہے، اور جس بوڑھے کو قتل کرنے کا حکم دوسری حدیث میں ہے، اس سے مراد وہ بوڑھا ہے جس سے کافروں کو کچھ نفع باقی ہو، اگرچہ رائے کے ذریعہ ہی ہو۔''(۸)

اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دورانِ جنگ غیر مقاتلین کو تحفظ فراہم کرنا بالاجماع لازم ہے۔

بچوں کا تحفظ

بچوں کو بھی تحفظ فراہم کیا گیا ہے، روایت میں ہے:

’’عطیہ قرظی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم قریظہ کی جنگ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیے گئے، جس کے زیرِ ناف بال تھے اُسے قتل کیا گیا اور جس کے بال نہ تھے اُسے چھوڑ دیا گیا، میں ان لوگوں میں تھا جن کے بال نہ تھے، لہٰذا مجھے چھوڑ دیا گیا۔‘‘(۹)

ذمی سے عدمِ تعرض

اسلام نے جنگ میں ذمی سے تعرض نہ کرنے کی ہدایت دی ہے، حدیث میں ہے:

’’صفوان بن سلیم کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بیٹوں سے نقل کرتے ہیں اور وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: خبردار! جو کوئی معاہد پر ظلم کرے یا اس کی توہین کرے، اس پر طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالے یا اس کی رضامندی کے بغیر اس سے کوئی چیز لے تو قیامت کے دن میں اس کی طرف سے مقدمہ لڑنے والا ہوں گا۔‘‘(۱۰)

زخمیوں کی دیکھ بھال اور طبی سہولیات فراہم کرنے والوں کو تحفظ

زخمیوں کی دیکھ بھال اور مقاتلین کو طبی سہولیات فراہم کرنے کے متعلق روایت میں آتا ہے:

’’حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد پر تشریف لے جاتے تو اپنے ساتھ ام سلیم رضی اللہ عنہا اور انصار کی دوسری عورتوں کو بھی لے جاتے تھے، وہ عورتیں غازیانِ اسلام کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی اور دیکھ بھال کرتیں۔‘‘(۱۱)

دوسری حدیث میں ہے:

’’حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر سات غزوات میں حصہ لیا، میں ان کے پیچھے کجاووں میں رہتی، ان کے لیے کھانا بناتی، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی اور بیماروں کی دیکھ بھال کرتی تھی۔‘‘(۱۲)

ان مؤخر الذکر احادیثِ مبارکہ سے طبی سہولیات فراہم کرنے والوں کی بنیادی ذمہ داری کا تعین بھی ہو رہا ہے کہ وہ اپنی طبی خدمات کو میدانِ جنگ اور عملِ جنگ سے لاتعلق رہتے ہوئے ادا کریں۔ میدانِ جنگ اور عملِ جنگ سے لاتعلقی کا دوسرا مفہوم عملاً غیر مقاتلین کی صف میں شامل رہنا ہے اور اسی کے نتیجے میں طبی امدادی کارکنوں کو تحفظ بھی حاصل رہے گا۔ واللہ اعلم

حوالہ جات

۱:......لایذکر فی القرآن الکریم لفظ القتال أو الجهاد إلا ویقرن بکلمة ’’سبیل اللّٰه‘‘، وفی ذلک دلالة واضحة علی أن الغایةغایة شریفة نبیلة، هی إعلاء کلمة اللّٰه لا السیطرة أو المغنم أو الاستعلاء فی الأرض أو غیرها من الغایات الدنیئة. (الصابونی، الشیخ محمد علی،صفوة التفاسیر تحت الآیة: ’’وأنفقوا فی سبیل اللّٰه ولا تلقوا بأیدیکم إلی التهلکة‘‘[سورة البقرة:۱۹۵]ج:۱ ص:۱۰۴، ط:دارإحیاء التراث العربی)

۲:...... فالقتال فساد وما حسن إلا لما فيه من إعلاء كلمة الله تعالى وكبت أعدائه ودفع قتالهم. (الدبوسي، القاضي، أبوزيد، عبيد الله بن عمر بن عيسى المتوفى ۴۳۰هـ، تقويم الأدلة، ص: ۴۵، ط: قديمي)

۳:...... ولأن الجهاد ليس إلا للإيمان وإقامة الصلاة فكان حسناً لغيره. (الشامي، ابن عابدين، محمد بن أمين المتوفى ۱۲۵۲هـ، رد المحتار، كتاب الجهاد، مطلب في فضل الجهاد، ج: ۴، ص: ۱۲۰، ط: سعيد)

۴:...... غازی، ڈاکٹر محمود احمد، متوفی ۱۴۳۱ھ/۲۰۱۰ء، اسلام کا قانون بین الممالک، ط: الفیصل۔

۵:...... غازی، ڈاکٹر محمود احمد، متوفی ۱۴۳۱ھ/۲۰۱۰ء، محاضرات فقہ، ص: ۱۸۹-۱۸۵، ط: الفیصل۔

۶:...... عن عبد الله بن عمرؓ قال: نهى رسول الله ﷺ عن قتل النساء والصبيان. (الخطيب التبريزي، ولي الدين، أبو عبدالله، محمد بن عبدالله المتوفى ۷۴۰هـ، مشكوٰة المصابيح، كتاب الجهاد، باب القتال في الجهاد، ص: ۳۴۲، ط: قديمي)

۷:...... وعن رباح بن الربيع قال: كنا مع رسول الله ﷺ في غزوة، فرأى الناس مجتمعين على شيء، فبعث رجلاً، فقال: انظر على ما اجتمع هؤلاء؟ فجاء، فقال: على امرأة قتيل، فقال: ما كانت هذه لتقتل، وعلى المقدمة خالدؓ بن وليد، فبعث رجلاً فقال لخالدؓ: لا تقتل امرأةً ولا عسيفاً. (ابو داؤد، السجستاني، سليمان بن أشعث بن إسحاق المتوفى ۲۷۵هـ، سنن أبي داؤد، كتاب الجهاد، باب في قتل النساء، ج: ۲، ص: ۱۵، ط: رحمانية)

۸:...... وعن ابن كعب بن مالكؓ عن عمه: أن النبي ﷺ حين بعث إلى ابن أبي حقيق بخيبر نهى عن قتل النساء والصبيان، وفيه... وعن ابن عباسؓ قال: كان رسول الله ﷺ إذا بعث جيوشَهُ قال: اخرجوا باسم الله تعالى، تقاتلون في سبيل الله من كفر بالله، لا تغدروا ولا تغلوا ولا تمثلوا ولا تقتلوا الولدان ولا أصحاب الصوامع، ونقل ابن بطال: أنه اتفق الجميع على المنع من القصد إلى قتل النساء والصبيان، أما النساء فلضعفهن وأما الولدان فلقصورهم عن فعل الكفار.....

(قوله: لا تقتلوا شيخاً فانياً) ظاهرهُ أنه لايجوز قتل شيوخ المشركين، ويعارضه حديث: "اقتلوا شيوخ المشركين" الذي ذكرناه، وقد جمع بين الحديثين بأن الشيخ المنهي عن قتله في الحديث الأول هو الفاني الذي لم يبق فيه نفع الكفار ولا مضرة على المسلمين، وقد وقع التصريح بهذا الوصف بقوله: شيخاً فانياً، والشيخ المأمور بقتله في الحديث الثاني هو من بقي فيه نفع للكفار ولو بالرأي. (الشوكاني، محمد بن علي بن محمد المتوفى ۱۲۵۵هـ، نيل الأوطار، كتاب الجهاد، باب الكف عن قصد النساء والصبيان، ج: ۷، ص: ۲۶۱-۲۶۳، ط: شركة مكتبة طبعة مصر)

۹:...... عن عطية القرظيؓ قال: عرضنا على النبي ﷺ يوم قريظة، فكان من أنبت قتل ومن لم ينبت خلي سبيله، فكنت ممن لم ينبت فخلي سبيلي. (الترمذي، أبوعيسى، محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك المتوفى ۲۷۹هـ، سنن الترمذي، أبواب السير، باب ما جاء في النزول على الحكم، ج: ۱، ص: ۲۸۷، ط: قديمي)

۱۰:...... عن صفوان بن سليم عن عدة من أبناء أصحاب رسول الله ﷺ عن آبائهم عن رسول الله ﷺ قال: ألا من ظلم معاهداً أو انتقصه أو كلفه فوق طاقته أو أخذ منه شيئاً بغير طيب نفس فأنا حجيجه يوم القيامة. (الخطيب التبريزي، ولي الدين، أبو عبدالله، محمد بن عبدالله المتوفى ۷۴۰هـ، مشكوٰة المصابيح، كتاب الجهاد، باب الصلح، ص: ۳۵۳، ط: قديمي)

۱۱:...... وعن أنسؓ قال: كان رسول الله ﷺ يغزو بأم سليمؓ ونسوة من الأنصار، إذا غزا يسقين الماء ويداوين الجرحى. (الخطيب التبريزي، ولي الدين، أبو عبدالله، محمد بن عبدالله المتوفى ۷۴۰هـ، مشكاة المصابيح، كتاب الجهاد، باب القتال في الجهاد، ص: ۳۴۲، ط: قديمي)

۱۲:...... وعن أم عطيةؓ قالت: غزوت مع رسول الله ﷺ سبع غزوات، أخلفهم في رحالهم وأصنع لهم الطعام وأداوي الجرحى وأقوم على المرضى. (الخطيب التبريزي، ولي الدين، أبو عبدالله، محمد بن عبدالله المتوفى ۷۴۰هـ، مشكاة المصابيح، كتاب الجهاد، باب القتال في الجهاد، ص: ۳۴۲، ط: قديمي)

(جاری ہے)